قاری محمد رمضان......یادیں ملاقاتیں!

محمد رمضان یوسف سلفی
چیف ایڈیٹر صدائے ہوش لاہور

قاری محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ایسے علماء میں ہوتا تھا جن کی ساری زندگی تعلیم وتعلم سے عبارت ہے۔ وہ ایک رفیع المرتبت عالم دین تھے علم وعمل ان کا اوڑھنا بچھونا تھا اخلاق وکردار میں مثالی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو علم وعمل کے ساتھ عذوبت لسان سے بھی خوب نوازا تھا جس سے ملتے اسے اپنا گرویدہ بنا لیتے۔ ان کی زندگی حرکت وعمل کا مجموعہ تھی انہوں نے جامعہ سلفیہ فیصل آباد کی تعمیر وترقی میں تن من دھن سے کام کیا اور تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ جامعہ کے انتظامی امور میں بھی ہمیشہ سرگرم دکھائی دے۔

1987ء کے پس وپیش محمدی مسجد نثار کالونی میں ان سے پہلی ملاقات اور ان کی خدمت میں سلام عرض کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی وہ گاہے گاہے جامعہ کے تعاون کے سلسلے میں محمدی مسجد تشریف لاتے بالخصوص عید قربان سے چند روز پہلے انکی حاضری لازمی ہوتی۔ ان کے ہمراہ مولانا محمد یوسف انور صاحب حفظہ اللہ اور مولانا عبید اللہ صاحب بھی تشریف لاتے۔ جامعہ کے لئے تعاون اور چرمہائے قربانی کے بارے اعلان اور گفتگو مولانا محمد یوسف انور صاحب ہی کیا کرتے۔ اور وہ بڑے خوب پیرائے میں جامعہ سلفیہ کا تعارف اور دینی تعلیم کی اہمیت بیان کرتے۔ اس کے بعد مسجد میں ہی چیدہ چیدہ جماعتی احباب سے ملاقات کرتے۔ نثار کالونی میں ہی ایک بزرگ ڈاکٹر عبدالواحد قیام پذیر تھے مولانا یوسف انور صاحب اور قاری محمد رمضان صاحب کا ان سے دوستانہ تھا۔ یہ دونوں بزرگ جب نثار کالونی تشریف لاتے تو ڈاکٹر عبدالواحد صاحب سے مسجد میں ضرور ملتے اور ان سے خوب مجلس ہوتی۔ میں بھی حضرت ڈاکٹر صاحب کے حلقہ ارادت میں شامل تھا لہٰذا ان دنوں ان دونوں بزرگوں سے میری سلام دعا ہوئی جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گہری ہوتی چلی گئی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کی شخصیت مرجع خلائق تھی اور قاری محمد رمضان صاحب ان سے برابر رابطے میں رہتے تھے 1998ء میں میں نے امین پور بازار میں کتابوں کی دکان پر ملازمت شروع کر دی تو قاری صاحب سے ملاقاتوں کا سلسلہ آسان ہو گیا۔ وہ جب شہر آتے تو ضرور ملتے۔ وہ محبت ومروت والے انسان تھے خیر وعافیت کا پوچھتے ڈاکٹر صاحب کے نام

اکتوبر تا دسمبر 2015

سلام و پیغام دیتے۔ جامعہ سلفیہ میں کوئی پروگرام ہوتا تو ڈاکٹر عبدالواحد صاحب اور مسجد کے صدر کے نام دعوت نامہ میرے ذریعے بھجواتے۔ قاری صاحب تعلقات بنانا اور نبھانا خوب جانتے تھے۔ ان کے پیش نگاہ ہمیشہ جامعہ سلفیہ رہتا تھا فروری 2002ء کے ابتدائی دنوں کی بات ہے ایک روز قاری رمضان صاحب میرے پاس مکتبہ پر تشریف لائے۔ فرمانے لگے سلفی صاحب ہم محمدی مسجد اہل حدیث نثار کالونی میں آنا چاہتے ہیں آپ ڈاکٹر عبدالواحد صاحب اور حاجی اشفاق رسول صاحب سے وقت طے کر کے مجھے بتائیں۔ میں نے ڈاکٹر عبدالواحد مرحوم اور حاجی اشفاق رسول صاحب سے بات کی اور نماز عشاء کے بعد درس قرآن کی تاریخ مقرر ہوئی۔ ان دنوں میرے عزیز دوست مولانا حافظ فاروق الرحمان یزدانی صاحب کو جامعہ سلفیہ میں بطور مدرس تشریف لائے تقریباً ایک مہینہ ہی ہوا تھا اور مجھے ان سے ملنے اور ان کا وعظ سننے کا اشتیاق تھا۔ لہٰذا قاری رمضان صاحب مولانا فاروق الرحمان یزدانی صاحب اور چند دیگر علماء کے ہمراہ محمدی مسجد تشریف لائے۔ نماز عشاء کے بعد تبلیغی پروگرام ہوا جس میں مولانا فاروق الرحمان یزدانی صاحب نے بھی تقریر کی اور پہلا موقع تھا کہ میں نے ان کی تقریر سنی اور ان کے وعظ سے مستفید ہوا۔ آگے چل کر حافظ فاروق الرحمان یزدانی صاحب سے میرے گہرے دوستانہ مراسم قائم ہوئے جو بفضل تعالیٰ اب تک قائم و دائم ہیں۔ ان واقعات کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ قاری رمضان صاحب جامعہ کے سلسلے میں ہر وقت جماعتی احباب سے رابطے میں رہتے تھے۔

ایک بار میرے ہاں مکتبہ پر تشریف لائے اور انہوں نے مجھے ڈاکٹر غلام سرور شیخ کی مشہور زمانہ کتاب ''ذکر ماں'' عنایت فرمائی۔ اس کتاب سے پہلے ڈاکٹر غلام سرور صاحب اپنا سفرنامہ حجاز ''تکمیل آرزو'' لکھ کر شائع کر چکے تھے وہ قاری رمضان صاحب کے مقتدی تھے اور ان کا کلینک بھی مسجد فردوس گلبرگ کے قریب ہے وہ علم پرور اور کتاب دوست ہیں۔ مجھے بھی کتابیں پڑھنے اور جمع کرنے کا شوق ہے اور یہ روگ جسے لگ جائے عمر بھر پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اسی شوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر میں اپنے دوست غازی منصور محمود بن غازی محمود دھرم پال کو ساتھ لے کر ڈاکٹر غلام سرور شیخ کے ہاں ان کے گھر حاضر ہوا۔ ان سے ملاقات کی ان کے والد شیخ تاج دین مرحوم سے بھی ملے۔ اس وقت سے ڈاکٹر غلام سرور صاحب میرے مخلص دوستوں سے ہیں۔ یہ دوستی قاری محمد رمضان صاحب کے توسط سے ہوئی تھی۔

ایک بار قاری محمد رمضان صاحب نے کھجوریں بھجوائیں ہم نے خود بھی کھائیں اور محلے

داروں میں بھی تقسیم کیں اس سے جامعہ سلفیہ کی نیک نامی کے ساتھ مخلصین مشہور ہوگیا۔ کہ سلفی صاحب کو سعودی عرب والوں نے کھجوریں بھیجیں ہیں گذشتہ سال ایک واقعہ اور ہوا جو قاری محمد رمضان صاحب کی راقم کے ساتھ محبت کی لافانی مثال ہے۔ حضرت قاری صاحب نے اپنے ایک شاگرد مولوی افضل صاحب کو جامعہ تحفیظ القرآن کے کسی کام کے سلسلے میں امین پور بازار بھیجا۔ پرنٹنگ کے بارے کوئی کام تھا جس میں تاخیر ہوگئی اب قاری صاحب نے ایک دوسرے شاگرد کے ہاتھ نماز عصر کے بعد مولوی افضل کے لئے کھانا بھجوایا اور ساتھ ہی ان سے پوچھا کہ کہاں ہو۔ مولوی افضل کہنے لگے جامعہ کے ذیلی دفتر امین پور بازار میں بیٹھا ہوں۔ اب حضرت قاری صاحب فرمانے لگے تم رمضان سلفی صاحب کے پاس جاؤ اور وہاں بیٹھ کر کھانا کھاؤ یہ سن کر وہ میرے پاس دکان میں آ گئے میں نے ٹیبل رکھا اور پانی وغیرہ رکھ کر انہیں کہا کہ بسم اللہ کریں۔ اس پر مولوی افضل صاحب کہنے لگے کہ قاری صاحب نے یہ کھانا آپ کے لئے بھی بھجوایا ہے اور ہمیں کہا ہے کہ سلفی صاحب کو ساتھ کھانا کھلائیں۔ کھانا تو لذیذ تر تھا ہی لیکن قاری رمضان صاحب کی محبت والفت نے اسے اور پرلطف بنا دیا۔ بلاشبہ قاری رمضان صاحب کھلے دل اور کھلے ظرف کے عالم دین تھے بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت ان کی رگ رگ میں سمایا ہوا تھا۔ ایک واقعہ مجھے اور یاد آ رہا ہے جو ان کی راقم کے ساتھ قلبی محبت کا آئینہ دار ہے غالباً 2003ء کی بات ہے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات تھی نماز تراویح کے بعد مرکزی جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار میں شان قرآن کے موضوع پر پروگرام تھا شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ اس پروگرام کے مرکزی مقرر تھے۔ افطاری اور کھانے کا اہتمام حافظ حبیب الرحمان صاحب سابق صدر اہل حدیث یوتھ فورس فیصل آباد نے اپنے گھر واقع بورا گلی امین پور بازار میں کر رکھا تھا۔ وہیں حضرت شیخ القرآن کی خدمت میں سلام عرض کرنے کا موقع ملا۔ قاری محمد رمضان صاحب بھی موجود تھے انہوں نے راقم کا بھرپور طریقے سے حضرت شیخ القرآن کو تعارف کروایا جس پر حضرت شیخوپوری اور بھی شفقت ومحبت سے ملے۔

بلاشبہ قاری رمضان صاحب اپنی ذات میں ایک انجمن اور مرجع خلائق تھے۔ ان کی تبلیغی و تدریسی خدمات کا دائرہ کم وبیش نصف صدی پر محیط ہے۔

حضرت قاری رمضان صاحب 1944ء میں ریاست بیکانیر کی تحصیل گنگانگر کے ایک

نواحی گاؤں چک صادر والا میں پیدا ہوئے۔ان کے والد کا نام رحمت اللہ تھا جو گاؤں کی مسجد کے امام تھے اور لوگ انہیں بابا بانگا کہا کرتے تھے۔قیام پاکستان کے وقت قاری صاحب کی عمر تین سال تھی کہ ان کا خاندان ہندوستان سے نقل مکانی کر کے بورے والا کے نواحی گاؤں میں آ بسا اور کچھ عرصہ بعد ناساعد حالات سے دو چار ہو کر بورے والا شہر میں مستقل طور پر قیام پذیر ہو گیا۔قاری صاحب نے سکول کی ابتدائی تعلیم بورے والا میں حاصل کی۔

1957ء میں بابائے تبلیغ مولانا عبداللہ گورداس پوری رحمتہ اللہ علیہ (وفات 7 مئی 2012) نے مرکزی جامع مسجد اہل حدیث بورے والا میں ''مدرسہ محمدیہ'' کی بنیاد رکھی۔بطل حریت حضرت مولانا سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات 16 دسمبر 1963ء) جو اس وقت مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے صدر تھے انہوں نے اس مدرسہ محمدیہ کا افتتاح فرمایا تھا۔مولانا عبداللہ صاحب اس مدرسہ میں عرصہ دراز تک طلبہ اور طالبات کو ترجمۃ القرآن اور ناظرہ قرآن پڑھاتے رہے۔جبکہ شعبہ حفظ القرآن کے لئے انہوں نے الگ سے استاد رکھے ہوئے تھے۔اس مدرسہ محمدیہ سے بہت سے بچوں نے قرآن کی تعلیم حاصل کی ان میں جو آگے چل کر نام ور اور نیک نام ہوئے ان میں حافظ عبدالستار حسن شیخ الحدیث کوٹ ادو (وفات 19 جنوری 2009ء) حافظ محمد لقمان سلفی بن مولانا عبداللہ گورداس پوری (وفات 10 جون 2002ء) پروفیسر عبدالرحمان لدھیانوی حفظہ اللہ اور قاری محمد رمضان مرحوم مغفور کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں۔

قاری محمد رمضان صاحب نے مدرسہ محمدیہ بورے والا میں حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی ان کے استاد تھے قاری انور علی اور قاری خدا بخش۔

حفظ قرآن کے بعد قاری رمضان صاحب نے دینی تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ محمدیہ اوکاڑہ کا رخ کیا۔اور لکھویوں کے مدرسہ میں زیر تعلیم رہ کر درس نظامی کا نصاب مکمل کیا اور سند فراغت حاصل کی یہ 1966ء کی بات ہے۔اس وقت جامعہ محمدیہ کے مہتمم مولانا معین الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

قاری رمضان صاحب نے جن اساتذہ کرام سے درس نظامی کی کتب پڑھیں ان کے نام یہ ہیں مولانا عبدہ الفلاح' مولانا عبدالعزیز طور' مولانا منیر احمد لکھوی' حافظ بشیر احمد بھوجیانی اور مولانا ہدایت

اللہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ تحصیل علم کے بعد قاری رمضان صاحب نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اس سلسلہ میں آپ دو سال جامعہ سعیدیہ جس کے بانی مولانا علی محمد سعید رحمۃ اللہ تھے میں مدرس رہے۔

اس کے بعد آپ مسجد الفردوس گلبرگ سی فیصل آباد (جو اس وقت لائل پور تھا) میں بطور امام وخطیب تشریف لے آئے۔ کچھ عرصہ بعد ان کی خدمات جامعہ سلفیہ فیصل اباد کے لئے حاصل کر لی گئیں اور آپ جامعہ میں بچوں کو حفظ قرآن کی تعلیم دینے لگے۔ جبکہ خطابت بدستور جامع مسجد الفردوس میں ہی جاری رہی۔ اور آپ کم وبیش 45 سال مسجد فردوس میں خطیب رہے۔ اور جامعہ سلفیہ میں ان کی تدریس کا دورانیہ 42 برسوں پر محیط ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو ظاہری خوب صورتی کے ساتھ ساتھ لحن داؤدی سے بھی نوازا تھا۔ وہ اپنے اعلیٰ اخلاق بلند اوصاف وکمالات سے بڑا وسیع حلقہ احباب رکھتے تھے۔ ہر کوئی انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتا اور جامعہ کے طلبہ از راہ محبت انہیں جامعہ کی ماں کہتے۔ کیونکہ وہ طلبہ کے ساتھ بڑی شفقت ومحبت سے پیش آتے تھے۔ بلاشبہ وہ جامعہ کی ہر دل عزیز شخصیت تھے۔ وہ ایسے خوش قسمت انسان تھے۔ کہ مھد سے لحد تک انہوں نے بچوں کو قرآن اور حدیث کی ہی تعلیم دی اور قرآن کریم پڑھتے پڑھاتے اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔ قاری صاحب کی صحت بہت اچھی تھی وہ عزم وہمت سے اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی نبھا رہے تھے کئی سال پہلے جب عبداللہ گارڈن میں جامعہ سلفیہ کے نئے کیمپس ''شعبہ تحفیظ القرآن'' کا قیام عمل میں آیا تو قاری رمضان صاحب کو اس کا مدیر بنا دیا گیا۔ آپ نے وہاں اپنی شبانہ روز محنت اور مخلصانہ مساعی سے جنگل میں منگل کا سماں پیدا کر کے وہاں رونق لگا دی تھی۔ اور پھر 25 اگست 2015ء کو دن کے پونے گیارہ بجے اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے قاری صاحب عمر عزیز کی 71 بہاریں دیکھ کر اللہ کے حضور حاضر ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ان کی اچانک موت ان کے لواحقین اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد اور جماعتی حلقوں کے لئے بہت بڑے صدمے کا باعث ہے۔ ہم خلوص دل سے اللہ کے حضور دعا گو ہیں کہ وہ حضرت قاری رمضان صاحب کی بشری خطاؤں سے درگزر فرما کر ان کی حسنات کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرماتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے (آمین)

☆......☆......☆......☆